ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ حیات وتفردات (ایک مقالہ کا تحقیقی جائزہ)

(۱۹۰۵ء۔ ۲۰۰۲ء)

ڈاکٹر حافظ افتخار احمد
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور

Abstract

This research artical deals with the life of Dr. Muhammad Hameed.ul.llah(1905.2002)and his achievement in the field of Islamic Studies. And the list of his importent books in various subject..And his contribution toword.in Islamic studies.The writer highlited his special point of view in the seerah litreture like his special term about wies of Prophet(p.b.u.h)as hounrary wife and general or permanent. The writer has presented his views critically and analitically studiy in the light of Quran and Sunnah.And pointed out his view about the interpratation of the

verse No.3 surah al.Nisa and the verse No. 28 to 30 of the Surah al..Ahzab. in shot as a result of our study in this artical we can say that:

1. First of all the title of under discussion artical of Dr. M .H.is not suiteable and propreate.
2. Vers No.3 of sura -ul-Nisa is adressing to the Umah(for limitation of wieves up to 04. not the Prophet (P.bu.h)but he exemted from the said order.
3. Dr. M.H. said that when the surah-ul-Nisa revealed the no of Prophet wieves were o9 . This is not correct but at that time the no of Prophet wieves was just o4 . And it was in 5th year of hijra.
4. There is a no link between vers No. o3 of sura-ul-Nisa andthe vers No 28,29, 30 of surah-ul Ahzab.
5. Dr. M.H. talked about revealation (Wahi) (see page no o6 of his artical last paragragh) no one talked of this kind of wahi in the last forteen

centuries and 30 years in the histry of islam.

6. Dr.M.H. used the term of parmanent and hounory wieves for the Prophe's wieves. This term near been used for them throughtout the history of islam.

7. Dr. M.H. mixup the subject of sura-ul-Nisa vers No.o3 with the surah-ul-Ahzab vers no.28,29 and 30 by misunderstaning . We highlited the his misunderstaning and misenterpretation in this artical respectedlly. And all this has been don in the light of the Holy Quran and Hadeath of the Prophet(p.b.uh) and the history of islam just for the case of the Almighty of Allah and the services of islam.

برصغیر پاک و ہند کے جن فرزندانِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا اور بالفعل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نام کو ایک سند کا درجہ بھی حاصل ہوا۔ان کے کام اور خدمت اسلام کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہوئی ان میں ایک نہایت ہی محترم نام جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا بھی ہے۔اس دنیا میں صرف انبیاء علیہم السلام ہی معصوم ہیں باقی کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے بارے میں عصمت کا دعویٰ ایک بلا دلیل بات ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی ساری زندگی اسلام کی ترجمانی تبلیغ تحقیق اور تالیف کے لیے وقف رکھی۔اللہ تعالیٰ نے ان کو متعدد زبانوں پر قدرت کلام عطا فرمائی تھی اس لیے انہوں نے متعدد زبانوں میں اپنی تحقیقات کو سپرد قلم کیا۔ان میں اردو، فارسی، انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمنی اور اطالوی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ذیل میں راقم نے ڈاکٹر صاحب کے مختصر حالات اور ان کے چند تفردات پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے۔

ولادت: ڈاکٹر محمد حمید اللہ ۱۶ محرم ۱۳۲۶ھ کو کوچہ حبیب علی شاہ صاحب کٹل منڈی حیدر آباد دکن (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق جنوبی ہند کے مشہور عربی خاندان ''نوائط'' سے ہے۔جنہوں نے ہندوستان کے مغربی ساحل کو اپنا وطن بنایا۔جو اپنی دینی اور علمی سرگرمیوں کی وجہ سے مشہور و معروف ہے۔(۱) آپ کے اجداد کے مسلک کے مطابق ڈاکٹر صاحب بھی شافعی مسلک (۲) کے پیرو ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے داوا قاضی محمد صبغۃ اللہ الدولۃ (۱۲۱۱ھ۔۱۲۸۰ھ) اپنے اجداد کی طرح جید عالم دین تھے۔جنوبی ہند میں اردو (ہندی) کے پہلے نثر نگار مانے جاتے ہیں۔آپ نے متعدد کتب یادگار چھوڑی ہیں جن میں سیرت نبوی کی مشہور تصنیف ''فوائد بدریہ'' (۳) ہے جو مقبول عام ہے۔ڈاکٹر صاحب کے والد صاحب جناب محترم ابو محمد خلیل اللہ صاحب (۱۲۷۴ھ۔۱۳۶۳ھ) مددگار معتمد مال حکومت نظام حیدر آباد تھے (۴)۔

بتدائی تعلیم: ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے قابل احترام والد صاحب نے حاصل کی۔پھر مدرسہ دار العلوم (حیدر آباد دکن) میں داخلہ لیا۔پھر ایک سال جامعہ نظامیہ (حیدر آباد، دکن) میں تعلیم حاصل کی اور جامعہ عثمانیہ میں انٹرمیڈیٹ میں داخلہ لیا۔اسی جامعہ سے بی۔اے، ایل۔ایل۔بی اور ایم۔اے کی ڈگریاں حاصل کیں (۵)۔

اعلیٰ تعلیم: حصول علم کا شوق اور تحقیق و جستجو کا ذوق ڈاکٹر صاحب کو متعدد ممالک تک لے گیا۔جناب احمد عطااللہ صاحب کے مطابق ڈاکٹر صاحب نے PhD کے لیے جامعہ عثمانیہ میں داخلہ لیا۔لیکن جامعہ کی اجازت

سے جامعہ بون جرمنی میں اپنا تحقیقی مقالہ بعنوان ''اسلام کا بین الاقوامی قانون''(٦) جمع کرایا اور ۱۹۵۳ء میں ڈی فل کی ڈگری حاصل کی (۸)۔

تدریس: یورپ سے واپسی پر ڈاکٹر صاحب کچھ عرصے تک جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد میں لیکچرار رہے۔اس کے علاوہ جرمنی اور فرانس کی جامعات میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور فرانس کے نیشنل سنٹر آف سائنٹیفک ریسرچ (Center National de La Recherche Scientifique) سے تقریباً بیس سال تک وابستہ رہے۔اس کے علاوہ یورپ اور ایشیا کی متعدد جامعات میں آپ نے توسیعی خطبات دیئے (۹)۔

تالیفات: اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس خداداد صلاحیت سے بھر پور استفادہ کیا۔''ڈاکٹر صاحب نے مناظرانہ اور جارحانہ انداز کبھی بھی اختیار نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ قدیم وجدید مآخذ کے تحقیقی وتقابلی مطالعہ کے بعد اپنے نتائج فکر، نہایت محتاط اور اکثر مثبت طریقے سے پیش کئے۔آپ کی تحریر وتقریر کا یہ علمی انداز اور استدلال واستنباط کا مجتہدانہ اسلوب، جدید دور کے سنجیدہ علمی مذاق کو بہت متاثر کرتا ہے''(۱۰)۔

سیرت نبوی اور قانون بین الممالک ڈاکٹر صاحب کی خاص دلچسپی کے موضوعات تھے۔احمد عطا اللہؒ کے بقول ڈاکٹر صاحب کی ''۱۵۷ کتابیں اور ۱۰۰۰ (ایک ہزار) سے زائد مقالات اب تک طبع ہو چکے تھے''(۱۱) اور کئی مقالات غیر مطبوعہ ابھی باقی ہیں جن میں انگریزی اور جرمنی زبان میں تراجم قرآن مجید (۱۲) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

خطبات بہاول پور (ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، سلسلہ مطبوعات نمبر ٦۰ (۴) اشاعت چہارم ۱۹۹۲ء کے آخر میں مختصر کتابیات کے ذیل میں ڈاکٹر صاحب کی مختلف زبانوں میں کتب ومقالات کی فہرست اس طرح ہے: اردو: ۱۲، عربی: ۹، فرنچ: ۲۱، انگریزی: ۱۸، جرمنی: ٦، کل تعداد: ٦۴ (۱۳)۔

مطبوعہ معرکۃ الآراء کتب:

ڈاکٹر صاحب کی ہر کتاب اہل علم کے لیے ایک انمول تحفہ ہے لیکن درج ذیل کتب غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔

۱۔ فرانسیسی زبان میں ترجمہ قرآن مجید (۱۴)۔

۲۔ فرانسیسی زبان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۵)۔

۳۔ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ (۱۶)۔

۴۔ صحیفۂ ہمام بن منبہ (۱۷)۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی (۱۸)۔

۶۔ عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی (۱۹)۔

ڈاکٹر صاحب کے تفردات:

ڈاکٹر صاحب کا ایک عربی مضمون بعنوان: ''ھل خالف النبیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام أو امر الأیۃ : مثنیٰ و ثلاث و رباع ؟'' ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد کے زیر اھتمام شائع ہونے والے سہ ماہی مجلۃ ''الدراسات الاسلامیۃ'' اکتوبر۔دسمبر ۱۹۸۹ء۔محرم۔ربیع الاول۔۱۴۰۸ھ عدد نمبر ۴ جلد نمبر ۲۴ میں شائع ہوا۔ ہمارے پیش نظر سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب کا یہ مذکورہ بالا مضمون ہے جس میں ڈاکٹر صاحب کے تفردات کا ایک جائزہ لینا ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ڈاکٹر صاحب کے مضمون کا خلاصہ پیراگراف کی ترقیم کے ساتھ اہل علم کی دلچسپی کے لیے دیدیا جائے تاکہ آئندہ اس پر گفتگو انہی نمبروں کی ترتیب کے مطابق ہو تو اس کو سمجھنے میں بہت آسانی رہے گی۔

۱۔ رسول اکرم ﷺ کی مدینہ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد سورۃ النساء نازل ہوئی، جس میں حکم دیا گیا ہے:

''وان خفتم الاتقسطو افی الیتامی فانکحو اماطاب لکم من النساء مثنیٰ و

ثلاث ورباع... ألا تعلوا''(۲۰)

ت:''اوراگرڈروکہ انصاف نہ کرسکوگے یتیم لڑکیوں کے حق میں نکاح کرلو جواورعورتیں تم خوش آویں دودو، تین تین، چار چار، پھراگرڈروکہ ان میں انصاف نہ کرسکوگے توایک نکاح کرویالونڈی جواپنا مال ہے۔اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑوگے''۔(۲۱)

۲۔ آیت کا ظاہر تو اباحت کے لیے ہے۔لیکن رسول اکرم ﷺ نے اس کی تفسیر کی تحدید کے معنی میں فرمائی ہے۔کیونکہ یہ ان کا فرض منصبی ہے۔چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اگر ان کے نکاح میں چار سے زائدعورتیں ہیں تو ان کو طلاق دیدیں۔مفسرین ومؤرخین نے جیسے ابن کثیران صحابہ کرام کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں جن کے نکاح میں پانچ سے دس عورتیں تھیں نتیجہ کے طور پر انہوں نے (حکم کی تعمیل میں) چار سے زائد کو طلاق دیدی''(۲۲) ڈاکٹر صاحب کی یہ بات درست ہے کہ جن صحابہ کرام کے نکاح میں چار سے زائد بیویاں تھیں آپ نے ان کو چار سے زائد کو طلاق کا حکم دیا تھا(۲۳)۔ڈاکٹر صاحب کے بقول آپ نے اس کی تفسیر''تحدید کے معنی میں فرمائی ہے''۔اب سوال یہ ہے کہ یہ''تحدید''کس کے لیے تھی؟ صرف امت کے لیے تھی؟ یا امت کے ساتھ خود رسول اکرم ﷺ پر بھی تحدید کا اطلاق واجب تھا؟

ڈاکٹر موصوف فرماتے ہیں کہ یہ تحدید امت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے لیے بھی تھی۔ڈاکٹر صاحب کی عبادت کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۳۔ ''اس (سورۃ النساء کی آیت ۳/۱ کے نزول کے وقت رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد نوتھی۔یہ معلوم نہیں کہ جس بات کا حکم (چار سے زائد کو طلاق) آپ نے مسلمانوں کو دیا خود بھی اپنی ازواج کے بارے میں اس پرعمل کیا یا نہیں؟ ممکن ہے کہ یہ آپ کا اختصاص ہو۔اوراس (اختصاص) میں کوئی مانع بھی نہیں ہے کیونکہ قرآن پاک میں رسول اکرم ﷺ کے لیے ازواج کی حلت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے'' خالصۃ لک من دون المؤمنین''(۲۴)۔

(یہ آپ کا اختصاص تھا) یا کوئی اور چیز تھی؟ اور مسئلے کی اہمیت تو ظاہر ہے''۔

۴۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنی کوشش کا ذکر کرتے ہیں کہ: ''میں نے اس مسئلے میں بہت تحقیق کی ہے اور کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن مجھے اب تک اس بارے میں صراحت سے کچھ نہیں ملا۔ لیکن اس موضوع پر کافی اشارے اور مواد ملا ہے جس سے بغیر کسی تذبذب کے مسائل کا استنباط ممکن ہے'' (۲۵)۔ ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے واقعہ ہی تحقیق کی ہو لیکن موصوف کا زیر بحث ''تحقیقی'' مقالہ پڑھ کر اندازہ یہ ہوتا ہے کہ موصوف نے اس مسئلے پر اپنا فیصلہ پہلے کیا اور پھر اس فیصلے کے مطابق دلائل جمع کیے۔ اگر موصوف پورے مسئلے کا پہلے دلائل کی روشنی میں بغور جائزہ لیتے تو موصوف کا فیصلہ یقیناً ان کے مقالے میں درج نتائج سے مختلف ہوتا۔

ڈاکٹر صاحب اپنے استنباطات کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

۵۔ ا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ''آیت تحدید زوجات'' کے نزول کے فوراً بعد یکے بعد دیگرے اپنی تمام ازواج مطہرات کو یہ بات پہنچادی کہ اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کو چار سے زائد بیویوں کی اجازت نہیں دیتا۔

۲۔ لہٰذا ان۔ خود رسول اکرم ﷺ پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنی نو (۹) میں پانچ بیویوں کو طلاق دیدیں۔

۳۔ لیکن رسول اکرم ﷺ از خود کسی کو طلاق نہیں دینا چاہتے کیونکہ ایسا کرنے سے جس کو طلاق دی جاتی اس کے لیے ایک عیب تھا۔

۴۔ اس لیے آپ نے خود ازواج مطہرات سے یہ مطالبہ کیا وہ خود اپنے میں سے ایسی چار کو اختیار کریں جو آپ کے عقد میں رہیں اور باقی پانچ آپ سے علیحدگی اختیار کرلیں۔

۵۔ ان علیحدگی اختیار کرنے والی ازواج مطہرات کی تادم حیات معاشی کفالت رسول اکرم ﷺ کرتے رہیں گے'' (۲۶)۔

معاشی کفالت کی وجہ بیان کرتے ہوئے قرآن مجید سے استدلال کیا:

ا۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ آپ کی بیویاں ہیں۔

۲۔دوسرے یہ کہ وہ ازواج مطہرات ہونے کی وجہ سے مؤمنین کی مائیں ہیں۔
۳۔تیسرے کہ ازواج مطہرات ہونے کے ناطے کسی مسلمان کا ان سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔
ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:''ویجب التذکیر بأن القرآن یقول'':''النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه أمهاتهم ...(۲۷)

وزاد:

''...وماکان لکم أن تؤذوارسول الله ولاأن تنکحواأزواجه من بعده ابداًان ذلکم کان عندالله عظیماً''(۲۸) فتکفل النفقات کان لا بدمنه من الناحیة الا جتماعیة أیضاً(۲۹)۔

۶۔ یہ بات بالکل بدیہی اور ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کوئی ایک بھی آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے اور ام المؤمنین کے رتبے سے تنازل پر راضی نہ ہوئیں۔اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا تھا؟

۷۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول: جب رسول اکرم ﷺ اس مسئلے کو حل نہ کر سکے (یعنی کسی چار ازواج کا انتخاب)

۱۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی یہ تمام ازواج مطہرات آپ کے عقد میں رہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ صرف چار کے ساتھ اپنے میاں بیوی کے تعلقات رکھیں (بشرط أن لا یجامع الا أربعاً منهن)

۳۔ چنانچہ سب ازواج مطہرات نے،آپ کے اس فیصلے کو قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کی اس نئی نعمت پر خوش ہوئیں۔

۴۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے ان میں سے چار کو اختیار فرمایا''(۳۰)۔

آگے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:ولا ننسی ماوصفه القرآن به:

”لقد جاء کم رسول من أنفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤ منین رء وف رحیم“(۳۱)۔

۸۔ جب رسول اکرم ﷺ نے محسوس فرمایا کہ ازواج مطہرات نے زوجیتِ رسول سے تنازل کو ناپسند کیا ہے۔

۱۔ تو یہ بات آپ پر گراں گزری۔

۲۔ لہٰذا آپ نے اجتھاد فرمایا اور اھون الامرین کو اختیار فرمایا:

(آگے موصوف نے جس اجتھاد رسول کا ذکر کیا ہے راقم کی نظر میں بظاہر یہ ایک حیلہ معلوم ہوتا ہے اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ نے ایسا ہرگز نہیں کیا ہوگا۔ فی الحال میں صرف موصوف کی بات نقل کر رہا ہوں)

۳۔ آپ نے اختیار تو چار ہی کو کیا لیکن وہ اس طرح کہ ایک مہینہ چار بیویوں کے ساتھ گزارا اور دوسرا مہینہ دوسری چار کے ساتھ۔

موصوف کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:فبدل وغیر الأ ربع المباحة من وقت الی آخر (الف، باء، جیم، دال مثلاً فی شهر، وهاء، واو؛ زای، حاء من الزوجات فی الشهر التالی) والیه اشارة بل صراحة فی القرآن:

”ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک، ذلک ادنیٰ ان تقرا عینهن ولا یحزن یرضین بما اٰتیتهن کلهن، والله یعلم ما فی قلو بکم وکان الله علیماً حلیماً (۳۲)۔ترجمہ:”تم ان میں سے جس کو چاہو دور رکھو،اور ان میں سے جس کو چاہو اپنے پاس رکھو۔اور اگر تم ان میں سے کسی کے طالب بنو جن کو تم نے دور کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔یہ بات ان کے قرین ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔اور وہ غمگین نہ ہوں۔اور وہ اس پر قناعت کریں جو تم ان سب کو دو۔اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔اور اللہ علم رکھنے والا اور بردبار ہے“۔

لیکن مشیت الٰہی رسول اکرم ﷺ کے مذکورہ بالا اجتھاد کے موافق نہ ہوئی۔ تو درج ذیل آیت نازل فرمائی'' لا یحل لک النساء من بعد ولأ ان تبدل بهن من ازواج ولوأ عجبک حسنهن الا ماملکت یمینک وکان الله علی کل شیء رقیبا'' ۔(۳۳) ترجمہ: ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ تمہارے لیے جائز نہیں ہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ تم ان کی جگہ دوسری بیویاں کرلو اگر چہ ان کا حسن تمہارے لیے دل پسند ہو۔ بجز ان کے جو تمہاری مملوکہ ہوں اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے''۔

۹۔ ا۔ لہٰذا اس حکم کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے چار کو بطور بیویاں کے جس میں ان کے حقوق زوجیت، اخلاقی اور مادی شامل تھے اختیار فرمایا اور وہ چار تو آپ کی بیویاں تھیں۔''فهن کزو جات عادیه''۔

۲۔ باقی پانچ (موصوف کے بقول) آپ کے حبالہ زواج میں رہیں ''لکن لیس بجمیع حقوق الزوجیة'' وہ صرف زوجات شرف تھیں۔''فصرن کزو جات شرف''۔

۳۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے سورۃ النساء کے اوائل میں مذکورہ آیۃ: ''مثنیٰ و ثلاث وربـــاع'' ''میں مذکور تحدید (زوجات) کی مخالف نہیں کی'' (۳۴)۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے اجتہاد کا خلاصہ ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنے موقف کی تائید میں پانچ اقتباسات ذکر کیے ہیں:

ا۔ ایک محمد بن حبیب البغدادی کی کتاب المحبر ص:۹۲ سے اور

۲۔۳۔ صحیح بخاری کی کتاب التفسیر سے آیت تخییر (۳۵) کے بارے میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنھا) کی روایات کا ذکر ہے کہ انہیں رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے آیت تخییر کے نزول کے بعد اختیار دیا کہ چاہیں:''ان کنتن تردن الحیوة الدینا و زینتها فتعالین امتعکن واسرحکن

سراحاً جمیلاً ''تو حضرت عائشہ(رضی اللہ عنہا) کا جواب یہ تھا:'' فانی أرید اللہ و رسولہ والدارالآخرۃ''۔

۴۔سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۱ کے نزول کے بعد:''کان یستأذن فی یوم المرأۃ منابعد أن أنزلت ھذہ الأ یۃ : ترجی من تشاء منھن وتؤوی الیک من تشاء..''
حضرت عائشہ کی تلمیذہ معاذۃ نے اپنی استاد سے سوال کیا اس تخییر پر آپ کا جواب کیا تھا؟ تو حضرت عائشہ(رضی اللہ عنہا) نے جواب دیا:''کنت اقول لہ: ان کان ذاك إلیّ ، فانی لا أ رید یا رسول اللہ أن أوثر علیک احداً''۔

۵۔پانچویں اقتباس میں موصوف نے طبری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اس میں ایسی تفصیل بھی ہے جو کسی اور جگہ نہیں ہے اور طبری ہی کی ایک اور روایت سے جو سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۱ کی تفسیر میں واقع ہوئی ہے واقعہ ایلاء کا ذکر کیا ہے۔اور پھر تفسیر طبری کا طویل اقتباس نقل کیا ہے(۳۶)۔

۱۰۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب نے رسول اکرم ﷺ کی خصوصیت کا ذکر کیا ہے لیکن ساتھ ہی اس کو فرائض تک محدود کر دیا اور حقوق مادیہ کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔اور مثال یہ دی ہے کہ عام اہل ایمان پر پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں لیکن نبی علیہ السلام پر تہجد کو بھی فرض کیا۔

۱۱۔ ڈاکٹر صاحب کا آخر تفرد جس کو موصوف نے صیغہ جواز کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ ہے کہ''سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۱ کا نزول سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳ (مثنیٰ وثلاث ورباع) سے پہلے ہوا ہو۔اور ایسا اس لیے ہوا تا کہ بقول موصوف:''فأراداللہ سبحانہ من نبیہ أن یعطی من نفسہ الشریفۃ أسوۃ حسنۃ للمسلمین فاکتفی بأربع زوجات قبل أن طلب ذلک من عامۃ المسلمین ۔ کیف لا وقد و صفہ اللہ وأثنی علیہ (۳۷) فقال:'' وانک لعلی

خلق عظیم ''(۳۸)۔

ڈاکٹر صاحب کے مذکورہ بالا مضمون کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔سورۃ النساء کی آیت نمبر۳ میں مذکور حکم تحدید ازواج کی پابندی جس طرح امت کے لیے ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے لیے بھی ضروری ہے۔

۲۔نیز یہ کہ سورہ النساء کی مذکورہ بالا آیت نمبر۳ کے نزول کے وقت رسول اکرم ﷺ کے نکاح نو(۹)عورتیں تھیں۔

۳۔اس لیے آپ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تھا کہ کوئی سی چار تو آپ کے نکاح میں رہیں باقی پانچ حقیقی بیویوں کے طور پر تو نہیں بلکہ۔موصوف کی اپنی نئی اصطلاح کے مطابق۔زوجات شرف ہوں گی اور ان کی معاشی کفالت بدستور رسول اکرم ﷺ کی ذمہ رہے گی۔

آیئے اب ڈاکٹر صاحب کے تفردات کا ترتیب سے جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ ھل خالف النبی علیہ الصلوۃ والسلام أ وامر الآیۃ: مثنیٰ و ثلاث و رباع''؟

عصمت رسول پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے۔اس لیے کسی مسلمان کے لیے تو یہ سوچ ہی زیب نہیں دیتی کہ وہ یہ کہے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ حکم الٰہی کی مخالفت کر سکتے ہیں۔مخالفت کرنا تو بڑی دور کی بات ہے نبی تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کا سوچ بھی سکتا۔کیونکہ قرآن مجید میں خود رسول اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:''وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھوالا وحی یوحی''(۳۹)۔

۲۔ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کے آخر میں یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر۵۱'ترجی من تشاء منھن وتؤوی الیک من تشاء... ۔سورۃ النساء کی آیت نمبر۳۔ مثنیٰ و ثلاث و رباع۔سے پہلے نازل ہوئی ہو جس کے مطابق آپ نے صرف چار

بیویوں پر اکتفا کیا''(۴۰)۔حالانکہ اپنے مضمون کے شروع میں ۔ پیراگراف نمبر۳۔موصوف کا ارشاد ہے :''واما سیدنا النبی علیہ السلام فکان عندہ فی ذالک الوقت تسع زو جات''(۴۱)۔

ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے آغاز واختتام میں یہ ایسا تعارض ہے جس کا جواب شاید موصوف کے پاس بھی نہ ہو۔

۳۔سورۃ نساء کی آیت نمبر۳۔مثنیٰ و ثلاث و رباع ۔میں تحدید ازواج کا حکم صرف امت کے لیے ہے۔رسول اکرم ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں۔اس بات پر ابن کثیر کے بقول شیعہ کے ایک گروہ کے سوا پوری امت کا اجماع ہے۔ملاحظہ فرمائیں ابن کثیر کی عبارت:

ا۔''مثنیٰ و ثلا ث ورباع''۔ أی انکحوا من شئتم من النساء سواهن إن شاء أحدکم إثنتين، وإن شاء ثلاثاً، وإن شاء أربعاً كما قال الله تعالىٰ (جاعل الملائكة رسلاأولى أجنحة مثنىٰ وثلاث و رباع) أى منهم من له جناحان۔ و منهم من له ثلاثة ۔ومنهم من له أربعة ، ولا ينفى ماعداذلك فى الملائكة لدلالة الدليل عليه ، بخلاف قصرالرجال أربع، فمن هذه الآية كما قال ابن عباس و جمهور العلماء ،لان المقام مقام امتنان وإباحة فلوكان يجوز الجمع بين أكثر من أربع لذكره۔

''وقد دلت سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم المبينة عن الله أنه لايجوز لأحدغير رسول الله عليه وسلم أن يجمع بين أكثر من أربع نسوة ، وهذا الذى قاله الشافعى مجمع عليه بين العلماء، إلا ماحكى عن طائفة من الشيعة أنه يجوز الجمع بين أكثر من أربع إلى تسعً''... وقد روينا عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوج بخمس عشرة امرأة،

ودخل منهن بثلاث عشرة ، واجتمع عنده إحدى عشرة، ومات عن تسع، وهذا عندالعلماء من خصائصه دون غيره من الأمة(۴۲)۔

۲۔ تحدید ازواج کا حکم صرف امت (محمدیہ) کے لیے ہے۔ اس کی دوسری دلیل ہم اس سے پہلے حاشیہ نمبر ۲۳ میں مسند احمد بن حنبل، تفسیر ابن کثیر سے غیلان بن سلمہ الثقفی اور سنن ابی داؤد کے حوالے سے عمیرہ الأسدی اور مسند شافعی کے حوالے سے نوفل بن معاویہ الدیلمی کی روایات کا مفصل حوالہ ذکر کر چکے ہیں کہ غیلان کی دس عمیرہ کی آٹھ اور نوفل بن معاویہ کی پانچ بیویاں تھیں۔ اور آپ ﷺ نے باوجودیکہ وہ سب کی سب اپنے خاوندوں کے ساتھ حلقہ بگوش بھی ہوگئیں تھیں ان کو حکم دیا کہ وہ ان میں سے صرف چار کو اختیار کر لیں اور باقی کو طلاق دیدیں (۴۳)۔ اور علامہ ابن کثیر نے غیلان بن سلمہ الثقفی کے بارے مسند احمد کی روایت کے بعد لکھا ہے:

''والا سناد الذی قد مناه من مسند إلا مام أحمد رجاله ثقات على شرط الشيخين'' (۴۴)۔ اور اس کے بعد آگے چل کر لکھا ہے کہ:

''فوجه الدلالة أنه لو كان يجوز الجمع بين أكثر من أربع لسوّغ رسول الله صلى الله عليه وسلم سائرهن في بقاء العشرة و قد اسلمن ، فلما أمره بإمساك أربع وفارق سائرهن دل عل أنه لايجوز الجمع بين أكثر من أربع بحال'' (۴۵)۔

۳۔ جس طرح چار سے زائد بیویوں کی اجازت رسول اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اسی طرح کی ایک خصوصیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۱ میں فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبى إن اراد النبى أن يستنكحها خالصة لك من دون المؤمنين''۔ ''اگر کوئی عورت اپنے آپ کو رسول اکرم ﷺ کے لیے ھبہ کر دے تو وہ آپ کے لیے جائز تھی۔ تین خصوصیات کے ساتھ۔ ۱۔ بغیر مہر ۲۔ بغیر ولی ۳۔ بغیر گواہوں کے۔

ابن کثیر نے لکھا ہے"ویحل لک ایھا النبی المرأة المؤمنة ان وھبت نفسھالک ان تتزوجھا بغیر مہرإن شئت"(۴۶)۔

آگے:"خالصة لک من دون المؤمنین" کی تفسیر میں حضرت عکرمہ کا قول نقل کیا ہے:"قال عکرمة أی لاتحل الموھوبة بغیرك ولو أن امرأة وھبت نفسھالرجل لم تحل لہ حتی یعطیھا شیئا"۔کذا قال مجاھد و الشعبی وغیرہ ھما"... فأ ما ھوعلیہ السلام فإنہ لایجب علیہ للمفوضة شئ ولودخل بھالأن لہ أن یتزوج بغیر صداق ولا ولی ولاشھود کمافی قصة زینب بنت جحش رضی اللہ عنھا"(۴۷)۔

"قد علمنا مافرضنا علیھم فی ازواجھم" کی تفسیر میں ابی بن کعب، مجاہد حسن اور قتادہ اور ابن جریر کا یہ قول ابن کثیر نے نقل کیا ہے:"ای من حصر ھم فی أربع نسوة حرائر ماشاء و امن الإماء و اشتراط الولی والمھرو الشھودعلیھم و ھم الأ مة وقد رخصنا لک فی ذلک فلم نو جب علیک شیئا منہ"(۴۸)۔

ہماری اب تک کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ تحدید ازواج کا حکم صرف امت کے لیے ہے، رسول اکرم ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں

۲۔ اور چار سے زائد بیویاں آپ کی خصوصیت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اگر چہ اس خصوصیت کے امکان کا ذکر سرسری طور پر کیا ہے لیکن اس کو قبول نہیں کیا۔

۱۔ کیونکہ اگر اس کو ایک بار خصوصیتِ رسول تسلیم کرلیا جائے تو ڈاکٹر صاحب کو اس موضوع پر مقالہ سپردِ قلم کرنے کی زحمت ہی گوارا نہ کرنی پڑتی۔

۲۔ اور نہ تحدید ازواج کے لیے اتنا زور لگانا پڑتا جتنا موصوف نے لگایا ہے۔

۳۔ اور نہ ازواج مطہرات کے لیے تخییر کو تحدید ازواج کے ساتھ منسلک کرنا پڑتا جیسا کہ موصوف نے کیا ہے کیونکہ تخییر کا سبب وہ تو ہرگز نہیں ہے جس کا ذکر صاحب مضمون نے کیا ہے۔اس کا اصل سبب کیا ہے اس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

۴۔ اور نہ اس کے لیے ازواج مطہرات کے بارے میں اس قسم کی تقسیم کی ضرورت پیش آتی جو تقسیم ڈاکٹر صاحب کو اپنے اجتھاد کے بعد کرنی پڑی کہ چار تو آپ کی عادی بیویاں تھیں اور باقی ''زوجات شرف'' تھیں۔

یہ موقف ازواج مطہرات کے بارے میں شاید اسلامی تاریخ میں موصوف سے قبل کسی اہل علم و دانش نے اختیار نہیں کیا ورنہ دنیا کا کوئی مفسر، محدث اور سیرت نگار اس کا ذکر ضرور کرتا۔لیکن ایسا کسی سے ثابت نہیں ہے۔

عصر حاضر کے نامور مفسر قرآن جناب مولانا امین احسن اصلاحیؒ (۱۹۰۴ء۔۱۹۹۷ء) قرآن مجید کی آیت:''خالصة لک من دون المؤمنین '' کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:''یعنی یہ چار سے زیادہ بیویوں کی اجازت خاص تمہارے لیے ہے۔ دوسرے مسلمانوں کے لیے اس کی اجازت نہیں ہے''(۴۹)۔

۴۔ مقالہ نگار نے اپنے مقالے کے تیسرے پیراگراف اس بات کا دعوی کیا کہ:

''سورۃ النساء کے نزول کے وقت رسول اکرم ﷺ کے عقد میں نو بیویاں تھیں''(۵۰)۔

ڈاکٹر صاحب کے مذکورہ دعوی کا جائزہ لینے سے پہلے یہ یکھتے ہیں کہ:

۱۔سورۃ النساء کب نازل ہوئی ؟ کن حالات اور کس سن میں نازل ہوئی ؟

۲۔اس سورت کے نزول کے وقت آپ کے عقد میں کتنی بیویاں تھیں؟

اتنا تو بالکل واضح ہے کہ یہ سورت مدنی ہے اور ترتیب نزول کے اعتبار ۹۲ پر ہے۔

علامہ قرطبی (۵۱) نے امام بخاری (۵۲) کے حوالے سے لکھا ہے:

"وقد وردفی صحیح البخاری عن عائشة أنها قالت : مانزلت سورة النساء الا أنا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم ، تعنی قد نبی بها "۔اس کے بعد علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ:"ولا خلاف بین العلماء أن النبی صلی الله علیه وسلم إنما بنی عائشة بالمدینة ومن تبین أحکا مها علم أنها مدنیة لاشک فیها "(۵۳)۔اور حضرت عائشہؓ کی رخصتی مدینہ منورہ میں ۲ھ میں عمل میں آئی (۵۴)۔

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ یہ سورت مدنی ہے۔لیکن مدنی دور کے متعین کس سن میں اس کا نزول ہوا اس کی صراحت مفسرین نے عموماً نہیں کی البتہ عصر حاضر مشہور مفسر قرآن مجید جناب سید ابوالاعلی مودودی (۱۹۰۳۔۱۹۷۹ء) نے اس سورت کی تفسیر کے آغاز میں اس کے زمانہ نزول کو چند قرائن و واقعات کی روشنی میں متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"یہ سورۃ متعدد خطبوں پر مشتمل ہے جو غالباً ۳ھ کے اواخر سے ۴ھ یا ۵ھ کے اوائل تک مختلف اوقات میں نازل ہوئے ہیں۔اگر چہ یہ تعین کرنا مشکل ہے کہ کس مقام تک کی آیات ایک سلسلۂ تقریر میں نازل ہوئی ہیں۔اور ان کا ٹھیک زمانۂ نزول کیا ہے؟ لیکن بعض احکام اور واقعات کی طرف بعض اشارے ایسے ہیں جن کے نزول کی تاریخیں ہمیں روایات سے معلوم ہوجاتی ہے اس لیے ان کی مدد سے ہم ان مختلف تقریروں کی ایک سرسری حد بندی کر سکتے ہیں۔جن میں یہ احکام اور اشارے واقع ہوتے ہیں مثلاً

۱۔ ہمیں معلوم ہے کہ وراثت کی تقسیم اور یتیموں کے حقوق کے متعلق ہدایات جنگ احد (۵۵) کے بعد نازل ہوئی تھیں۔جب کہ مسلمانوں کے ستر (۷۰) آدمی شہید ہو گئے تھے۔اور مدینے میں اس حادثے کے بعد یہ سوال ہوا کہ:

ا۔شھداء کی میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟

۲۔اور یتیم بچوں کا تحفظ کیسے ہو؟

اس بناء پر ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ ابتدائی چار رکوع اور پانچویں رکوع کی ابتدائی تین آیات اسی زمانے میں نازل ہوئی ہوں گی۔

۳۔ روایات میں صلوٰۃ خوف کا ذکر ہمیں غزوہ ذات الرقاع میں ملتا ہے جو ۴ھ میں ہوا۔اس لیے یہ گمان ہے کہ وہ خطبہ اس سے پہلے قریبی زمانہ میں نازل ہوا ہوگا جس میں یہودیوں کو آخری تنبیہ کی گئی ہے کہ: ''ایمان لے آؤ قبل اس کے ہم چہرے بگاڑ کر پیچھے پھیر دیں''۔

۴۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کی اجازت غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر دی گئی جو ۵ھ میں ہوا۔اس لیے وہ خطبہ جس میں تیمّم کا ذکر ہے اس سے متصل عہد کا سمجھنا چاہیے''(۵۶)۔سید مودودی صاحب کے بقول سورۃ النساء کے نزول کا زمانہ ۳ھ کے اواخر سے ۳ شعبان ۵ھ کے درمیان ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ ۳ شعبان ۵ھ تک رسول اکرم ﷺ کے عقد میں کتنی ازواج مطہرات تھیں؟

قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب نے امہات المؤمنین کے تاریخی حالات پر مشتمل ایک جدول دیا ہے ذیل میں ہم اس کو نقل کر رہے ہیں جس سے ازواج مطہرات کے بارے میں بہت سے باتیں واضح ہو کر سامنے آجاتی ہیں۔

نقشہ

متعلق حالات امہات المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہن

تتمہ باب امہات المومنین مشمولہ جلد دوم کتاب

''رحمۃ للعالمین''

نمبر شمار	نام ازواج مطہرات	سنہ نکاح	ام المومنین کی عمر بوقت نکاح	عمر	سنہ وفات	مقبرہ	نبی ﷺ کی خدمت میں رہنے کی مدت	نبی ﷺ کی عمر بوقت نکاح	کیفیت
۱	خدیجۃ الکبریٰؓ	سنہ ۲۵ میلاد النبی	۴۰ سال	۶۵ سال	سنہ ۱۰ نبوت	مکہ معظمہ	تقریباً ۲۵ سال	۲۵ سال	
۲	سودہؓ	سنہ ۱۰ نبوت	۵۰ سال	۷۲ سال	سنہ ۱۹ ہجرت	مدینہ منورہ	۱۴ سال	۵۰ سال	
۳	عائشہ صدیقہؓ	نکاح سنہ ۱۱ نبوت رخصتی ۷۰ شوال سنہ اھ	۹ سال	۶۳ سال	۵۷ھ ۱۰ رمضان المبارک	"	۹ سال	۵۴ سال	
۴	حفصہؓ	شعبان ۳ھ	۲۲ سال	۵۹ سال	۴۱ھ جمادی اول	"	۸ سال	۵۵ سال	
۵	زینب بنت خزیمہؓ	سنہ ۳ھ	تقریباً ۳۰ سال	۳۰ سال	۳۰ھ	"	۳ ماہ	۵۵ سال	
۶	ام سلمہؓ	سنہ ۴ھ	۲۶ سال	۸۰ سال	۶۰ھ	"	۷ سال	۵۶ سال	
۷	زینب بنت جحشؓ	سنہ ۵ھ	۳۶ سال	۵۱ سال	۲۰ھ	"	۶ سال	۵۷ سال	
۸	جویریہؓ	شعبان سنہ ۵ھ	۲۰ سال	۷۱ سال	۵۶ھ ربیع الاول	"	۶ سال	۵۷ سال	
۹	ام حبیبہؓ	سنہ ۶ھ	۳۶ سال	۷۲ سال	۴۴ھ	"	۶ سال	۵۸ سال	
۱۰	صفیہؓ	سنہ ۷ھ جمادی الآخر	۱۰ سال	۵۰ سال	سنہ ۵۰ھ رمضان المبارک	"	۳ ۳/۴	۵۹ سال	
۱۱	میمونہؓ	سنہ ۷ھ ذیقعدہ	۳۶ سال	۸۰ سال	۵۱ھ ہجری	صرف قریب مکہ معظمہ	۳ ۱/۴	۵۹ سال	

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۵ھ تک رسول اکرم ﷺ کے عقد میں صرف چار عورتیں تھیں کیونکہ حضرت خدیجہؓ اور زینب بن خزیمہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔

ا۔ دوسرے الفاظ میں سورۃ نساء میں نازل شدہ حکم۔ تحدید ازواج۔ کے وقت آپ کے عقد میں صرف چار بیویاں تھیں تو پھر ان کو تخییر یا طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔ ۵ھ تک تحدید ازواج کا حکم نازل ہونے کے بعد شعبان ۵ھ میں حضرت جویریہ سے غزوہ بنی المصطلق اور ام حبیبہؓ سے ۶ھ میں اور حضرت صفیہؓ سے جمادی الآخر غزوہ خیبر اور عمرۃ القضاء کے موقع پر ذی العقدہ ۷ھ میں میمونہؓ سے آپ نے کیسے نکاح کیے؟

اس کا مطلب خدانخواستہ یہ ہوا کہ آپ نے تحدید ازواج کا حکم۔ سورۃ النساء کی آیت ۳۔ لوگوں کو فی الفور سنا دیا اور باوجود یہ کہ آپ امت کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں اور خود چار سے زائد نکاح کرتے رہے۔

اگر آپ بھی اس تحدید ازواج کے حکم میں آتے ہیں تو امت کو تبلیغ کے بعد نعوذ باللہ آپ نے اس حکم کی مخالفت کی؟ مولانا اصلاحی صاحب سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''جس وقت تحدید ازواج کا حکم نازل ہوا قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں چار ہی بیویاں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ تھیں (۵۷)۔ اس وجہ سے نہ حضور اکرم ﷺ کے لیے بیوی کو طلاق دینے کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ اس باب میں منافقین یا معترضین کے لیے کسی نکتہ چینی کی گنجائش ہے''(۵۸)۔

مذکورہ بالا تاریخی دلائل وحقائق کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ ۵ھ تک رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد نو (۹) ہرگز نہیں تھی جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ تاہم مزید تسلی کے لیے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''پچیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک تنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ رہیں، ان کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا:

حضرت سودہؓ تو آپ کے گھر تشریف لے آئیں اور حضرت عائشہؓ صغرسنی کی وجہ سے آپنے والد کے گھر میں رہیں۔ پھر چند سال بعد ۲ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ کی رخصتی عمل میں آئی۔ اس وقت آپ کی عمر چون (۵۴) سال ہو چکی ہے اور دو (۲) بیویاں اس عمر میں آ کر جمع ہوئیں ہیں، یہاں سے تعدد ازدواج کا معاملہ شروع ہوا۔ اس کے ایک سال بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا"۔

"پھر کچھ ماہ بعد زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور وہ صرف اٹھارہ (۱۸) ماہ (بعد) آپ کے نکاح میں رہ کر وفات پائی، ایک قول کے مطابق تین ماہ آپ کے نکاح میں زندہ رہیں"۔

"پھر ۴ھ میں حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہوا۔ پھر ۵ھ میں حضرت زینب بن جحشؓ سے نکاح ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھاون (۵۸) سال ہو چکی تھی اور اتنی بڑی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں۔ حالانکہ امت کو جس وقت چار بیویوں کی اجازت ملی تھی اس وقت ہی آپ کم از کم چار نکاح کر سکتے تھے۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا"۔

"اس کے بعد ۶ھ میں حضرت جویریہؓ سے اور ۷ھ میں ام حبیبہؓ سے اور حضرت صفیہؓ سے اور پھر اسی سال حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا"۔

خلاصہ: یہ کہ چون سال کی عمر تک آپ نے صرف ایک بیوی کے ساتھ گزارا کیا... اور چار پانچ سال حضرت سودہؓ کے ساتھ گزارے۔ پھر اٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں اور باقی ازواج مطہرات دو (۲) تین سال کے اندر حرم نبوت میں آئیں" (۶۰)۔

مفتی صاحب کے اس طویل اقتباس سے بھی ہماری بات کی تائید ہوتی ہے کہ ۵ھ تک جو سورۃ النساء کے نزول کا زمانہ ہے رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کی تعداد نو (۹) نہیں تھی بلکہ صرف چار تھی۔ جب ان کی تعداد صرف چار تھی تو تحدید ازدواج کے حکم کے نزول کے بعد آپ کا بقول ڈاکٹر صاحب تخییر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آیت تخییر کا تعلق تحدید ازدواج سے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق ایلاء سے ہے اس کا ذکر ہم ذیل

میں کرتے ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مقالے کے پیراگراف نمبر ۵ میں تحدید ازواج کا تعلق تخییر ازواج سے منسلک کیا ہے۔

ا۔اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ تحدید ازواج کا حکم رسول اکرم ﷺ کے لیے سرے سے ہے ہی نہیں۔

۲۔دوسری بات یہ کہ تحدید ازواج کا حکم تخییر ازواج کا سبب ہی نہیں ہے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۲۸،۲۹۔آیات تخییر۔کے نزول کا سبب مسند احمد بن حنبل صحیح بخاری کی کتاب الطلاق اور تفسیر ابن کثیر میں مذکورہ بالا آیات کی تفسیر میں مفصل مذکور ہے۔ذیل میں ہم اسے مسند احمد بن حنبل سے نقل کررہے ہیں:

۸۹۷۔ثنا عبدالملک بن عمرو أبو عامر، قال : ثنا زكريا ، يعني ابن اسحاق ، عن أبي الزبير، عن جابر، قالؓ أقبل أبو بكر يستأذن على رسول الله ﷺ والناس ببابه جلوس فلم يؤذن له ، ثم أقبل عمر فاستأذن فلم يؤذن له، ثم أذن لأبي بكر و عمر فد خلا والنبي ﷺ جالس وحوله نساء وه وهوساكت، فقال عمر رضى الله عنه: لأكلمن النبى ﷺ لعله يضحك ، فقال عمر: يا رسول الله ، لو رأيت بنت زيد امرأة عمر فستأ لتني النفقة آنفا فوجأت عنقها، فضحك النبي ﷺ حتى بدا نواجذه قال:" هن حولي كما ترى يسألنني النفقة"۔فقام أبو بكر رضي الله عنه إلى عائشةؓ ليضربها، وقام عمر إلى حفصةؓ كلاهما يقولان: تسألان رسول الله ﷺ ما ليس عنده؟ فنها هما رسول الله ﷺ فقلن نساؤه: والله لا نسأل رسول الله ﷺ بعد هذا المجلس ماليس عنده۔ قال: وأنزل الله عزوجل الخيار، فبدأ بعائشة فقال:

"إني أريد أن أذكر لک أمراً ما أحب أن تعجلي فيه تستأ مري أبو يک" قالت: ما هو؟ قال: فتلا عليها ﴿يا أيها النبي قل لأ زواجک ...﴾ الآية قالت عائشة: أفيک أستأمر أبو ي ابل أختار الله و رسوله وأسألک أن لا تذكر لا مرأة من نسائک ما اخترت۔ فقال: " إن الله عزوجل لم يبعثني معنفا ولكن بعثني معلما ميسراً لا تسألني امرأة منهن عما اخترت إلاأخبر تها"(۶۱)۔

آیت تخییر کا ایک سبب نزول تو یہ تھا جس کو امام احمد بن حنبل اور امام ابن کثیر نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ایک اور واقعے کو بھی مفسرین آیت تخییر کا سبب نزول بتایا ہے کہ: ایک دفعہ کئی دن تک رسول اکرم ﷺ حضرت زینبؓ کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینبؓ کے پاس کہیں سے شہد آ گیا تھا انھوں نے آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ آپ کو شہد بہت مرغوب تھا، آپ نے نوش فرمایا، اس وجہ سے دیر ہو گئی۔ حضرت عائشہ کو رشک ہوا تو انھوں نے حضرت حفصہ سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ جب ہمارے یا تمہارے گھر تشریف لائیں تو کہنا چاہیے کہ آپ کے منہ سے مغانیر کی بو آ رہی ہے (مغانیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوستی ہیں) تو آپ نے قسم کھائی کہ میں آئندہ شہد نہ کھاؤں گا اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

"یاایھاالنبی لم تحرم ما احل لک تبتغی مرضاۃ ازواجک"(۶۲)

حضرت عائشہ اور حفصہ نے باہم مظاہرہ کیا یعنی دونوں نے اس پر اتفاق کیا کہ دونوں مل کر زور ڈالیں اس پر ان دونوں کی شان میں یہ آیتیں نازل ہوئیں:

"ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلو بکما وان تظاھر اعلیہ فان اللہ ھومولاہ وجبریل و صالح المؤمنین والملئکۃ بعد ذالک ظھیر"(۶۳)۔

حضرت عائشہؓ وحفصہؓ نے جن معاملات کی وجہ سے ایکا کیا تھا وہ خاص تھے۔ لیکن توسیع نفقہ کے

تقاضے میں تمام ازواج مطہرات شریک تھیں (۶۴)۔

علامہ شبلی نعمانی کے بقول: رسول اکرم ﷺ کے سکونِ خاطر میں یہ تنگ طلبی اس قدر خلل انداز ہوئی کہ آپ نے عہد فرمایا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانے میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا، آپ نے بالا خانہ پر تنہا نشینی اختیار کی، واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دی'' (۶۵)۔

متظاہرتین کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا حضرت عمر بن خطابؓ سے ایک سوال جس کو مسند احمد نے مفصل ذکر کیا ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

''وکان اُقسم اَن لا ید خل علیھن شھراً من شدۃ موجدتہ علیھن حتی عاتبہ اللہ عز وجل'' (۶۶)۔

اس روایت میں ہے کہ۔ میں نے (عمرؓ) رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے ازواج کو طلاق دے دی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں اللہ اکبر پکار اٹھا۔ پھر عرض کیا کہ مسجد میں تمام صحابہ مغموم بیٹھے ہیں اجازت ہو تو جا کر خبر کر دوں کہ واقعہ غلط ہے چونکہ ایلاء کی مدت یعنی ایک ماہ (وہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا) گزر چکا تھا، آپ بالا خانہ سے اتر آئے۔ اور عام بازیابی کی اجازت ہوگئی اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی (۶۷)۔

اس آیت کی رو سے رسول اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرمائیں کہ دو (۲) چیزیں تمہارے سامنے ہیں: ا۔ دنیا، ۲۔ آخرت۔ اگر تم دینا کی زینت چاہتی ہو تو آو میں تم کو رخصتی جوڑے دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور رسول کی اور ابدی زندگی کی طلبگار ہو تو اللہ نے نیک لوگوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

صحیح بخاری باب النکاح (باب موعظۃ الرجل ابنتہ) میں حضرت ابن عباس کی زبانی جو نہایت تفصیلی روایت ہے اس میں تصریح ہے کہ مظاہرہ ازواج مطہرات سے انعزال افشائے راز آیت تخییر کا نزدل سب ایک ہی سلسلہ کے واقعات ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ازواج مطہرات کی طرف سے نفقہ کا مطالبہ یا حضرت عائشہ اور حفصہ کا واقعہ (

(مغافیر) یا افشائے راز (اس میں ایلاء بھی شامل ہے) سب ہی یا ان میں سے کوئی ایک متعین آیت تخییر کا سبب ہوسکتا ہے لیکن سورۃ النساء کی آیت نمبر۳ تحدید ازواج بہر حال تخییر ازواج کا سبب بالکل نہیں ہے۔جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے سمجھا ہے۔

اب ایک اور سوال ہے اور وہ یہ کہ: ماوردی کے بقول: یہ تخییر کس بات میں تھی؟

۱۔ ''اختلف ھل کان التخییر بین الدنیا والآخرۃ؟ أو

۲۔ بین الطلاق والاقامۃ عندہ؟ علی القولین للعلماء۔أشبھما بقول الشافعی الثانی، ثم قال: أنہ الصحیح'' (۶۸)۔علامہ قرطبی نے بھی شافعی کے قول کو ترجیح دی ہے (۶۹)۔

تخییر ازواج مطہرات کے بارے میں آخری سوال یہ ہے کہ: یہ تخییر کب اور کس سن میں ہوئی؟

ڈاکٹر صاحب کے بیان میں اس کی صراحت ہے کہ یہ سورۃ النساء کی آیت نمبر۳ یعنی تحدید ازواج کے حکم کے بعد تخییر واقع ہوئی تھی (۷۰)۔

۱۔حالانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تصریح کی ہے کہ: ''فان التخییر کان فی سنۃ تسع'' (۶۹)۔

۲۔حضرت عمر کا واقعہ جس کو مسند احمد اور ابن کثیر دونوں نے نقل کیا ہے جس میں ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھی سے سوال کیا کہ کیا: غسانی آ گئے ہیں؟ غسانی بادشاہ کے حملے کی خبر پہلے آ چکی تھی۔اور یہ حملہ ۹ھ میں ہونے والا تھا۔اس لیے حافظ ابن حجر نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ اوائل ۹ھ کا واقعہ ہے (۷۱)۔

۶۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کے ص:۶ کے پیراگراف نمبر۳ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''جب کوئی عورت بھی اپنے رتبہ۔ام المؤمنین۔تنازل پر راضی نہ ہوئی۔تو بقول موصوف۔تحدید ازواج کے وقت آپ کے نکاح میں نو (۹) ازواج تھیں اور آپ حکم الٰہی کے مطابق ان کو۔بقول موصوف۔اختیار دے کر ان کی تعداد بطور ازواج مطہرات چار کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو آپ اس مسئلے کا حل نہیں ڈھونڈ سکے۔'' فلما لم یتسیر للنبی علیہ السلام ھذا الحل ''۔تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جس کے جواب میں: فأوحی الیہ ان یبقی ---فی حبالۃ زواجہ بشرط ان لا یحامع الا أربعاً۔فقبلن

وفرحن لنعمةالله عليهن نعمة جديدة۔ فاختار صلى الله عليه وسلم أربعا منهن''(۴۲)۔

۲۔اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ کہ ہم نے گذشتہ صفحات میں دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ سورۃ لنساء کی آیت نمبر۳۔تحدیداز واج۔کا کوئی تعلق سورۃ الاحزاب کی آیت ۲۹۔۳۰۔آیت تخییر۔سے ہے ہی نہیں۔کیونکہ تحدید کا تعلق صرف امت کے ساتھ ہے۔جب ان مذکورہ بالا آیات کا اس قسم کے لزوم وتعلق ہے ہی نہیں جس قسم کا تعلق موصوف ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو پھر یہ مسئلہ ہی نہ رہا۔اور جب یہ مسئلہ ہی نہ رہا تو اس کا حل تلاش کی کیا ضرورت ہے؟

۲۔اگر بالغرض والمحال یہ تسلیم کرلیا جائے کہ تحدید از واج کا مسئلہ آپ کو درپیش تھا اور آپ اس کا کوئی حل تلاش نہ کرسکے بالآخر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کے حل کی بابت وحی نازل فرمائی۔تو پھر ہمارا سوال یہ ہے کہ:

۱۔ اس دعا کا ذکر کس جگہ پر ہے؟

۲۔ اس دعا کے بعد جو وحی آپ ﷺ پر نازل وہ وحی متلو تھی یا غیر متلو؟

۳۔ قرآن وحدیث میں کہیں ارشارۂ وکنایۂ بھی اس وحی کا ذکر ہے؟

۴۔ کیا ڈاکٹر صاحب کے علاوہ دنیا کے کس انسان کو اس وحی کا علم تھا یا ہے؟

۵۔ کیا کسی مفسر ومحدث نے اس وحی کا ذکر کیا ہے؟

۶۔ جس وحی کا ذکر موصوف نے اس پیراگراف کی سطر:۲،۳،۴ میں کیا ہے راقم کی ناقص رائے میں اس کا وجود ذخیرہ حدیث میں نہیں ہے اس لیے ہم مجبوراً اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا ایک ایسا تفرد ہے جس کا کوئی مسلمان قائل ہی نہیں ہے۔

۷۔ ڈاکٹر صاحب نے ص:۴ کے آخری پیراگراف میں ارشاد فرمایا تھا کہ: آپ نے وحی کے نزول کے بعد اس مسئلے کا حل تلاش کرلیا تھا کہ چار بیویوں کا انتخاب/اختیار کرلیا۔

لیکن موصوف ص: ۷ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''وجد عليه السلام أنهن أكرهن أن يقلبن التنازل عن أكبر حقوق الزوجية ۔ فعز عليه۔ ولذلك اجتهد و اختارأ هون الأمرين '': فبدل غير الاربع المباحة من وقت الى آخر (الف ، باء ، جيم ، دال مثلاًنى شهر۔ وهاء۔ واو، زاى، حاء من الزوجات فى الشهر التالى (۴۳)۔

۱۔ اب سوال یہ ہے کہ: اگر آپ نے چار کو وحی الٰہی کے بعد اختیار کر لیا تھا تو سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا پھر موصوف: ''اجتھد'' کس بنیاد پر فرما رہے ہیں؟ کیونکہ نص صریح کی موجوگی میں اجتہاد کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے؟

۲۔ اور اگر آپ نے اجتہاد کی بنا پر ''اھون الأمرین'' کا راستہ ڈھونڈا تھا تو بدیہی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس بارے میں آپ پر کسی قسم کی وحی کا نزول نہیں ہوا تھا۔

۳۔ ان مذکورہ دونوں باتوں میں سے کونسی اقرب الی الصورب ہے اس کے اختیار کو بھی ہم موصوف مقالہ نگار کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں۔

اس اجتہاد کا جس قسم کا نتیجہ ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے۔ جس کو ہم نے اوپر نقل بھی کیا ہے وہ بڑا معنی خیز ہے کیونکہ ایک طرف تو موصوف ص:۶ کے آخری پیراگراف میں یہ فرما چکے ہیں کہ: ''چار کا اختیار وحی الٰہی کی بنا پر تھا''۔ اور یہاں ص: ۷ کے پیراگراف نمبر ا کی سطر نمبر ۲، نمبر ۳، نمبر ۴ میں جو کچھ موصوف ذکر کیا ہے یہ تو سراسر حیلے پر دلالت کرتا ہے کہ: ''وحی الٰہی تو صرف چار کے اختیار کی تھی'' لیکن آپ نے بقول موصوف نعوذ باللہ ہر ماہ چار کو اختیار کیے رکھا۔ یعنی ایک ماہ میں چار اور پھر اگلے ماہ میں چار۔ یہ تو تعداد آٹھ ہو گئی۔ یہ ایک ایسا حیلہ ہے جس کی نسبت کسی عقل مند کی طرف کرنا بڑا مشکل ہے چہ جائیکہ اس کو نبی ﷺ کے اجتہاد کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ نبی ﷺ کی شان تو اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے۔

۸۔ ڈاکٹر صاحب اپنے تفردات کا دائرہ وسیع فرماتے ہوئے تخییر ازواج کا تعلق سورۃ الاحزاب کی آیت

نمبر ۵۱۔۵۱ کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:" والیہ اشارة بل صراحة فی القرآن:" ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک ، ذلک ادنی أن تقرأعیهن ولا یخزن ویرضین بما آتیتهن کلهن ، والله یعلم ما فی قلوبکم و کان الله علیماً حلیماً (۷۴)۔ ترجمہ:" اور اگر تم ان میں سے کسی کا طالب بنو جن کو تم نے دور کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ اس بات کے قرین ہے کہ ان آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمگین نہ ہوں اور وہ اس پر قناعت کریں جو تم ان سب کو دو۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ علم رکھنے والا اور بردبار ہے"۔

پہلے موصوف نے وحی الٰہی کا ذکر کیا پھر اجتھاد کا اس کے بعد مذکورہ بالا آیت کو آپ کے اجتھاد پر تھوپنے کی کوشش کی۔ خاص طور پر خط کشیدہ الفاظ۔ اور پھر ارشاد فرمایا:" ولکن لم یوافقہ مشیئة اللہ۔ فأنزل:" لا یحل لک النساء من بعد ولا أن تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ماملکت یمینک وکان اللہ علی کل شیء رقیبا (۷۵)۔ ترجمہ:" ان کے علاوہ جو عورتیں ہیں وہ تمہارے لیے جائز نہیں ہیں۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم ان کی جگہ دوسری بیویاں کرلو اگر چہ ان کا حسن تمہارے لیے دل پسند ہو۔ بجز ان کے جو تمہاری مملوکہ ہوں۔ اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے"(۷۶)۔

اب سوال یہ ہے کہ موصوف نے اس سے پہلے تین چیزوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ وحی الٰہی ۲۔ اجتھاد

۳۔"ومن ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک"۔

تو مشیت الٰہی کی عدم موافقت۔ بقول موصوف۔ ان مذکورہ بالا امور میں سے کس سے متعلق ہے؟

اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ "لم یوافقہ مشیئة اللہ" کی ضمیر "ہ" اقرب کی طرف راجع ہے اور وہ ہے نمبر ۳ تو نمبر ۳ میں تو ارشاد ہے کہ آپ کسی بیوی کو دور کرنے کے بعد اگر پھر اس کے طالب بنو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے" تو عدم حرج پر عدم موافقت مشیت الٰہی کا کیا مطلب ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ سورۂ احزاب کی آیات نمبر ۵۰، ۵۱، ۵۲ کا تخییر ازواج سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ

اس میں رسول اکرم ﷺ کی خصوصیات کا ذکر ہے اور ان میں سات ایسے مسائل بیان ہیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں۔ہم اجمالاً ان کی طرف اشارہ کررہے ہیں:

۱۔ ''انا احللنا لک ازواجک التی اتیت أجو رھن ''مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ:''یہ حکم بظاہر سبی مسلمانوں کے لیے عام ہے،مگر اس میں وجہ خصوصیت یہ ہے کہ نزولِ آیت کے آپ کے نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں موجود تھیں۔اور عام مسلمانوں کے لیے چار سے زائد عورتوں کو بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حلال نہیں۔تو یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں رکھنا آپ کے لیے حلال کردیا گیا''(۷۷)۔

۲۔ ''وما ملکت یمینک مماآفاء الله علیک''۔بظاہر اس حکم میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی اختصاص نہیں پوری امت کے لیے یہ حکم ہے۔لیکن علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں کنیزوں سے متعلق آپ کی یہ خصوصیت ذکر کی ہے کہ''جس طرح آپ کے بعد آپ ازواج مطہرات کے ساتھ کسی امتی کا نکاح حلال نہیں،اسی طرح جو کنیز آپ کے لیے حلال کی گئی ہے آپ کے بعد وہ کسی کے لیے حلال نہ ہوگی''(۷۸)۔

۳۔ ''وبنت عمک وبنت عمتک ''اس میں رسول اکرم ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے صرف وہ عورتیں آپ کے لیے حلال ہیں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو۔سفر اور وقت میں معیت ضروری نہیں بلکہ نفس ہجرت میں معیت وموافقت مراد ہے''(۷۹)۔

۴۔ وامرأۃ مؤمنۃ ان وھبت نفسھا للنبی... الخ۔یعنی بغیر مہر،ولی اور گواہ اگر آپ نکاح کرنا چاہیں(۸۰)۔

۵۔ مؤمنۃ''رسول اکرم ﷺ کے لیے عورت کا مؤمنہ ہونا شرط ہے کتابیات سے آپ کا نکاح نہیں ہو سکتا''(۸۱)۔

۶۔ ترجی من تشاء منھن وتؤ دی الیک من تشاء''۔رسول اکرم ﷺ کو سب بیویوں میں برابری کے حکم

سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے (۸۲)۔ اس کے باوجود آپ نے سب سے عدل کیا اور ان کی باری مقرر کی۔ امام بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے:

"ان رسول الله ﷺ كان يستأذن في اليوم المرأة منا بعد أن نزلت هذه الآية (ترجي من تشاء ...الخ)(۸۳)۔

۷۔ "لا يحل لك النساء من بعد ولا أن تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك حسنهن "(۸۴)۔ لیکن مسند احمد میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:" ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى أحل له النساء"(۸۵)۔

ابو بکر حصاص فرماتے ہیں کہ:" یہ روایت اس بات کی موجب ہے کہ آیت نمبر ۵۲۔ منسوخ ہو چکی ہے۔ قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو اس آیت کے نسخ کی موجب ہو۔ اس لیے اس کا نسخ سنت کی بنا پر عمل میں آیا ہے۔ اس میں سنت کی بنا پر قرآن کی نسخ کی دلیل موجود ہے"(۸۶)۔

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ مقالہ بالکل نیک نیتی سے تحریر کیا ہو اور اس کا عنوان بھی ظاہر ہے اسی لیے انہوں نے بہت سوچ و بچار کے بعد اختیار کیا ہوگا۔ لیکن راقم کی نظر میں کسی مسلمان کے لیے رسول اکرم ﷺ کے متعلق یہ انداز فکر کہ آپ نے (نعوذ باللہ) حکم الٰہی کی مخالفت کی ہوگی ہرگز جائز نہیں ہے اس لئے یہ عنوان ہی محل نظر ہے۔

۲۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳ میں تحدید ازواج کا حکم صرف امت کے لیے ہے آپ ﷺ اس سے مستثنیٰ ہیں لہٰذا موصوف مقالہ نگار کا یہ خیال کہ یہ حکم آپ ﷺ کے لیے تھا درست نہیں ہے۔

۳۔ موصوف کا یہ ارشاد کہ" سورۃ النساء کو مذکورہ بالا آیت نمبر ۳ تحدید ازواج۔ کے نزول کے وقت رسول اکرم ﷺ کے نکاح میں نو (۹) عورتیں تھیں" درست نہیں ہے اور نہ ہی تاریخی شواہد موصوف کے اس موقف کی تائید کرتے ہیں۔ بلکہ اس وقت آپ ﷺ کے نکاح میں صرف چار عورتیں تھیں۔

۴۔ اگر ڈاکٹر صاحب کے بقول تحدید ازواج کے حکم کے نزول کے وقت۔ جو ۳ھ کے اواخر سے شعبان ۵ھ۔ تو آپ ام حبیبہؓ سے ۶ھ میں اور حضرت صفیہؓ سے جمادی الآخر ۷ھ میں (غزوہ خیبر) اور عمرۃ القضاء کے موقع پر ذی القعدہ ۷ھ میں حضرت میمونہؓ سے کیسے نکاح کر سکتے تھے؟ کیونکہ تحدید ازواج کے حکم کے نزول کے وقت چار (حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت سودہؓ اور حضرت ام سلمہؓ) ازواج تو آپ کے نکاح میں تھیں ہی۔

۵۔ آیت تخییر۔ سورۃ الاحزاب ۲۹۔۳۰۔ کا تعلق تحدید ازواج سے ہر گز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق ایلاء سے ہے اور تخییر و ایلاء کا واقعہ ۹ھ کا ہے۔ جیسا ابن حجر عسقلانی کے علاوہ علامہ شبلی نعمانی مایہ ناز شاگرد سید سلیمان ندوی نے بھی کی ہے۔

۶۔ ازواج مطہرات کو تخییر کا سبب تحدید ازواج کا حکم بالکل نہیں ہے جیسا کہ موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس تخییر کے دیگر متعدد اسباب ہیں (توسیع نفقہ کا سوال، مظاہرہ، افشائے راز)۔

۷۔ جب تحدید ازواج کا تخییر ازواج سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے تو پھر موصوف کا یہ ارشاد ''فلما لم یتیسر للنبی علیہ السلام ھذا الحل'' بے محل ہے۔

۸۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خیال کے مطابق اس مسئلے کے حل کے لیے جس وحی۔ ص ۶ آخری پیرا گراف۔ کا ذکر کیا اس کا ذکر کسی مفسر، محدث اور مورخ نے نہیں کیا۔

۹۔ ڈاکٹر صاحب کے بقول تحدید ازواج کے بارے میں وحی الٰہی کے بعد جس قسم کے ''اجتھاد'' و ''اھون الامرین'' کے اختیار کا ذکر موصوف نے نبی علیہ السلام کی طرف کیا ہے یہ بھی ہر گز درست نہیں ہے کیونکہ وہ حکم الٰہی کے خلاف ایک حیلہ ہے۔

۱۔ اول تو نبی اور حکم الٰہی سے انحراف ناممکن۔

۲۔ دوم وہ انحراف بھی بصورت حیلہ۔ قرآنی آیات: ''وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ'' کے صریحاً خلاف ہے اور نبی علیہ السلام کی شان سے کوسوں بعید ہے۔

۱۰۔ سورۃ الاحزاب کی آیات ۵۱۔۵۲ کا آیت ’’مثنیٰ وثلاث ورباع‘‘۔(النساء نمبر۳)اور سورۃ الاحزاب ہی آیات نمبر ۲۹۔۳۰ سے کوئی ربط نہیں ہے۔کیونکہ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳ کا تعلق تحدید ازواج سے ہے اور سورۃ الاحزاب کی آیات ۲۹۔۳۰ کی تعلق تخییر ازواج سے ہے اور ’’احزاب‘‘ کی آیات ۵۱۔۵۲ کا تعلق تخصیص (خصوصیات نبی) سے ہے۔ان مذکورہ آیات کو جس طرح موصوف مقالہ نگار نے اپنے اجتھاد کے ذریعے آپس میں ملا کر جو نتیجہ اخذ کیا ہے قرآنی آیات اس سے انکاری ہیں، نیز یہ نتیجہ آج تک کسی مفسر، محدث نے اخذ نہیں کیا۔

۱۱۔ ازواج مطہرات کے لیے زوجات عادیہ ’’وزوجات شرف‘‘ کی اصطلاح بھی موصوف مقالہ نگار کی ہے۔یہ نظریہ اجتھاد اور اصطلاحات ان سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا۔

ہماری مذکورہ بالا معروضات ڈاکٹر صاحب کے تفردات کے بارے میں صرف ڈاکٹر صاحب کے ایک مقالہ سے متعلق ہیں۔ان معروضات کا مقصد ڈاکٹر صاحب کی شان میں کسی قسم کی گستاخی ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کے مقالے کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اپنی ناقص رائے کا اظہار کیا ہے۔باقی ڈاکٹر صاحب نے اسلام کی جو گراں قدر خدمت کی ہے راقم صدقِ دل سے اس کا معترف ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو چونکہ متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا۔اور انھوں نے ان زبانوں کو اظہار خیال ذریعہ بھی بنایا۔اس لیے اگر کوئی علم دوست مسلمان ڈاکٹر صاحب کی خدماتِ اسلام کو موضوع بنا کر اس پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ تحریر کرے تو راقم کے خیال میں تحقیق کے لیے ایک بہترین موضوع ہوسکتا ہے اور ڈاکٹر صاحب کی ساری کوششیں بھی یکجا ہو کر اہل علم و دانش کی سامنے آجائیں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کے درجات کو بلند فرمائے آمین ثم آمین۔

حواشی

۱۔ صحیفہ ہمام بن منبہ۔ مختصر حالات ڈاکٹر حمید اللہ۔ احمد عطاء اللہ، ص ۹۔ رشید اللہ یعقوب، مکان نمبر ۸ زمزمہ، اسٹریٹ نمبر ۳ کلفٹن۔ کراچی، ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸ء۔

۲۔ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان ابن شافع القریش، الشافعی (۱۵۰ھ۔ ۲۰۴ھ)۔ انہی کی طرف شافعی مذہب منسوب ہے۔ ان کی متعدد کتب ہیں: المسند فی الحدیث، أحکام القرآن۔ اختلاف الحدیث۔ تفصیلی حالات کے لیے دیکھیں: الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد ۲/ ۵۶۔ ۷۲۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان ۱/ ۵۶۵۔ ۵۶۸ النووی۔ تہذیب الاسماء واللغات ۱/ ۴۴۔ ۶۷۔ یاقوت: معجم الادباء ۱۷/ ۲۸۱۔ ۳۲۷۔ ابونعیم. الحلیۃ ۹/ ۶۳۔ ۱۶۱۔ ابن تغری بردی: النجوم الزاھرۃ ۲/ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ابن حجر عسقلانی: تہذیب التہذیب ۲/ ۲۵۔ ۳۱۔ ابن الأثیر: الکامل فی التاریخ ۶/ ۱۲۲۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ۱/ ۲۵۱۔ ۲۵۴۔ الذھبی: تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۳۲۹۔ ۳۳۔ ابن العماد: شذرات الذھب ۲/ ۹۔ ۱۱۔ طاش کبری: مفتاح السعادۃ ۲/ ۸۸۔ ۹۴۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲۰، ۳۲۔ ۱۶۴، ۱۶۹، ۴۲۲، ۵۵۰، ۸۷۳، ۱۲۷، ۱۳۳۹، ۱۳۶۷، ۱۳۸۴، ۱۳۹۱، ۱۳۹۷، ۱۴۰۹، ۱۴۴۸، ۱۶۸۳، ۱۸۳۵۔ البغدادی: ھدیۃ العارفین ۲/ ۹۔ معجم المؤلفین ۹/ ۳۲۔ ۳۳۔

۳۔ صحیفہ ہمام بن منبہ ص: ۹۔

۴۔ سابق مرجع ص: ۹۔

۵۔ سابق مرجع ص: ۱۰۔ و تعارف۔ طبع اول، خطبات بہاول پور (ڈاکٹر حمید اللہ) عبدالقیوم قریشی ص: ۱۷۔ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، طبع ۴۔ ۱۹۹۲ء۔

۶۔ خطبات بہاول پور ص: ۱۷۔

۷۔ صحیفہ ہمام بن منبہ ص: ۱۰۔

۸۔ سابق مرجع ص: ۱۰ و خطبات بہاول پور ص: ۱۷۔

۹۔ سابق مرجع ص:۱۰ و خطبات بہاول پور ص:۱۷۔

۱۰۔ خطبات بہاول پور ص:۱۷۔۱۸۔

۱۱۔ صحیفہ ھمام بن منبہ ص:۱۰۔

۱۲۔ سابق مرجع ص:۱۰۔

۱۳۔ خطبات بہاول پور ص:۴۲۷۔۴۳۲۔ مزید تفصیل اور کتب کے نام وغیرہ کے لیے خطبات بہاول پور ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۔ ۲۰واں ایڈیشن زیر طبع ہے۔ صحیفہ ھمام بن منبہ ص:۱۰۔

۱۵۔ ۵واں اور اس کا چوتھا ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں پیرس (فرانس) کے علاوہ ترکی اور یوگوسلاویہ سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

۱۶۔ اس کتاب کا نظر ثانی شدہ کا پانچواں عربی ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں بیروت سے طبع ہوا۔ فرانسیسی ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں طبع ہوا ہے۔ خطبات بہاول پور ص:۴۲۸۔

۱۷۔ اس کتاب کے اردو ایڈیشن کا مکمل حوالہ حاشیہ نمبرا پر گزر چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے اس کا عربی، انگریزی، فرانسسی اور ترکی زبان میں تراجم زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ خطبات بہاول پور ص: ۴۲۷۔

۱۸۔ اس کتاب کا چھٹا ایڈیشن دارالاشاعت، مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی سے ۱۳۸۰ھ سے طبع ہوا ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر صاحب کے مختصر اور طویل متعدد ۳۳ مقالات کا مجموعہ ہے جو ۱۹۳۵ء سے ۱۹۵۰ء مختلف اوقات میں طبع ہوتے رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اس کتاب کا صفحہ۴۔

۱۹۔ یہ کتاب بھی ڈاکٹر صاحب کے ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۳ء میں مختلف مقالات انڈیا کے مختلف رسائل میں طبع ہوتے رہے سب اس کتاب میں جمع ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اس کتاب کی فہرست ص:۴۔ یہ کتاب دارالاشاعت کراچی سے زیور طبع آراستہ ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مقالات وتصانیف کے لیے اظہار اللہ شاہ

اور طارق مجاہد جہلی کی مرتب کردہ فہرست ملاحظہ فرمائیں۔ یہ فہرست سہ ماہی فکر ونظر کے خصوصی نمبر ڈاکٹر حمید اللہ نمبر ج ۴۰۔۴۱۔ش ۴،۱ ،۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی ہیں۔

۲۰۔ سورۃ النساء آیۃ:۳۔

۲۱۔ یہ ترجمہ شیخ الھند مولانا محمود الحسنؒ صاحب کا ہے۔ہم نے تفسیر عثمانی (علامہ شبیر احمد عثمانی) سے لیا ہے۔ص:۹۹۔مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف۔مدینہ منورہ، وزارت اوقاف سعودی عرب۔۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹ء۔

۲۲۔ الدراسات الاسلامیہ،''ھل خالف النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اوامر الآیۃ:مثنیٰ وثلاث ورباع''، ص:۵۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عدد:۴۔مجلد ۲۴۔اکتوبر۔دسمبر ۱۹۸۹ء۔محرم۔ربیع الاول ۱۴۱۰ھ۔

۲۳۔ چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند میں یہ روایت ذکر کی ہے:

''حد ثنا اسماعیل أخر نا معمر عن الزهری عن عالم عن أبیه أن غیلان بن سلمة الثقفی أسلم و تحته عشرة نسوة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اختر منهن أربعا''،

''مروایات الامام احمد بن حنبل فی التفسیر ''۔۱/۳۳۲۔المسند حدیث نمبر(۹۔۴۶)۔جمع وتخریج:حکمت بشیر یاسین۔استاد مشارک فی کلیۃ القرآن الکریم۔جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ۔مکتبہ المؤید۔المملکۃ العربیۃ السعودیۃ۔ط:۱۔۱۴۱۴ھ۔

۱۹۹۴ء۔یہ روایت ابن کثیر نے سورۃ النساء کی آیت ۳ کے ذیل میں مفصل ذکر کی ہے۔اور کہا ہے:'' رجاله ثقات علی شرط الشیخین ''۔ تفسیر القرآن العظیم۔الحافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی (التوفی ۷۷۴ھ)۱/۴۲۶۔ابن کثیر نے اس کے بعد دو روایتیں اور ذکر کی ہیں:

ا۔ ایک سنن ابی داؤد کے حوالے سے ہے کہ:قیس بن حرث کی روایت میں عمیرہ الأسدی کہتے ہیں:''أسلمت و عندی ثمان نسوة فذکرت للنبی ﷺ فقال '' اختر منهن

أربعا۔ هذا الاسناد حسن''۔

۲۔ مسند شافعی کے حوالے سے ہے: نوفل بن معاویہ الدیلی کہتے ہیں: أسلمت و عندی خمس نسوة فقال لی رسول ﷺ :اختر اربعا منهن أيتهن شئت وفارق الاخرى فعمدت الى أقدمهن صحبة عجوز فاقر معى منذستين سنة فطلقتها ۔اس کے بعد ابن کثیر فرماتے ہیں:''فهذه كلها شواهد لحديث غيلان كما قاله البيهقی''۔تفسیر ابن کثیر ۱/۴۲۷۔

۲۴۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۵۰۔

۲۵۔ الدرات الاسلامیہ۔۴/۲۴۔ص:۶۔

۲۶۔ سابق مرجع۔ص:۶۔

۲۷۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۶۔

۲۸۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۵۳۔

۲۹۔ الدراسات الاسلامیہ ص:۶۔

۳۰۔ سابق مرجع۔

۳۱۔ سورۃ التوبۃ آیۃ:۱۲۸۔

۳۲۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۵۱۔اس آیت کا ترجمہ ہم نے مولانا اصلاحی کی تفسیر تدبر قرآن سے لیا ہے۔ تدبر قرآن ۵/۲۵۰۔

۳۳۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۵۲۔یہ ترجمہ بھی اصلاحی کا ہے۔تدبر قرآن ۵/۲۵۰۔

۳۴۔ الدراسات الاسلامیہ ص:۷۔

۳۵۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۳۰۔

۳۶۔ الدراسات الاسلامیہ ص:۱۰۔۹۔

۳۷۔ سابق مرجع ص:۱۱۔

۳۸۔ سورۃ القلم آیۃ:۴۔

۳۹۔ سورۃ النجم آیۃ:۴۔۳۔

۴۰۔ الدراسات الاسلامیہ ص:۱۱۔

۴۱۔ سابق مرجع ص:۵۔

۴۲۔ تفسیر ابن کثیر ۱/۴۲۶۔

۴۳۔ مفصل روایات کے لیے ملاحظہ فرمائیں اسی مقالے کا حاشیہ نمبر ۲۳۔

۴۴۔ تفسیر ابن کثیر ۱/ ۴۲۶۔ ۴۵۔ سابق مرجع ۱/ ۴۲۷۔

۴۶۔ سابق مرجع ۳/ ۴۸۰۔

۴۷۔ سابق مرجع ۳/ ۴۸۱۔ ۴۸۔ سابق مرجع ۳/ ۴۸۱۔

۴۹۔ تدبر قرآن ۵/ ۲۵۴۔ مولنا امین احسن اصلاحی ۔ط : ا محرم الحرام ۱۳۹۸ دسمبر ۱۹۷۷ء فاران فاؤنڈیشن ۔لاہور۔

۵۰۔ الدراسات الاسلامیہ ص: ۵۔

۵۱۔ الجامع الأحکام القرآن ۱۴/ ۲۱۹۔ ابوعبداللہ محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) (قرطبی کے حالات کے لیے دیکھی: شذرات الذھب ۵/ ۳۳۵۔ طبقات المفسرین، سیوطی ۲۸۔ ۲۹۔ ایضاح المکنون، بغدادی ۱/ ۸۱۔ ھدیہ العارفین ۲/ ۱۲۹۔ معجم المؤفین، عمر رضا ۸/ ۴۰۔ ۲۳۹) داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

۵۲۔ معارف القرآن ۲/ ۲۹۰۔ مفتی محمد شفیع ۔ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ۔ اگست ۱۹۸۷ء۔ ادارہ المعارف، کراچی ۱۴۔

۵۳۔ غزوہ احد ۶ شوال ۳ھ میں ہوا۔ رحمتہ العالمین ۲/ ۱۸۹۔ قاضی محمد سلیمان، کتب خانہ خورشیدیہ۔ اردو بازار، لاہور۔ ادارۃ المعارف، کراچی نمبر ۱۴۔

۵۴۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق یہ غزوہ محرم ۷ھ میں ہوا۔ رحمۃ للعالمین ۲/ ۱۹۶۔

۵۵۔ تفھیم القرآن ۴/ ۵۴۔ سید ابوالاعلی مودودی۔

۵۶۔ یہ واضح رہے کہ حضرت زینب بنت خزیمہ کی وفات ۴ھ میں ہو چکی تھی۔ تدبر ۵/ ۲۵۱۔ حاشیہ نمبر ۱ و تفھیم القرآن ۴/ ۵۔ ۸۴۔ واحکام القرآن لابن العربی ۳/ ۱۲۔ ۱۵۔ طبع مصر ۱۹۵۸ء۔

۵۷۔ تدبر ۵/ ۲۔ ۲۵۱۔ ۵۸۔ معارف القرآن ۲/ ۱۔ ۲۹۰۔

۵۹۔ مرویات مسند احمد بن حنبل فی التفسیر ۳/ ۳۹۹۔ أخرجہ مسلم فی صحیحہ (رقم ۱۴۷۸ھ)۔ کتاب الطلاق: باب بیان أن تخییر امرأۃ لا یکون طلاقاً الا بالنیۃ۔ من طریق زکریا بن اسحاق، وتفسیر ابن کثیر ۳/ ۳۶۳۔

۶۰۔ سورۃ التحریم آیۃ: ۱۔ ۶۱۔ سورۃ التحریم آیۃ: ۴۔

۶۲۔ ابن حجر عسقلانی کے الفاظ یہ ہیں:فان قصة المتظاهر تين خاصة بهما. وقصة سوال النفقة عامة في جميع النسوة. ومناسبة آية التخيير بقصة سوال النفقة اليق منهابقصة المتظاهر تين"۔فتح الباری ۵۲۱/۸۔

۶۳۔ سیرۃ النبی ﷺ ۵۰۸/۱۔مکتبہ تعمیر انسانیت۔اردو بازار، لاہور۲۔

۶۴۔ مرویات مسند احمد بن حنبل فی التفسیر۴/ ۲۶۵۔۲۶۶۔یہ طویل روایت مذکورہ کتاب کے تین صفحات پر مشتمل ہے۔وصحیح مسلم (۱۱۱۱/۲)وتفسیر ابن کثیر۴/ ۳۸۹۔۳۸۸۔

۶۵۔ سیرت النبی ۵۱۱/۱۔ ۶۶۔ فتح الباری ۵۲۱/۸۔

۶۷۔ الجامع الأحكام القرآن۱۴/ ۱۷۰۔ابوعبداللہ محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی مطبعہ وارالکت المصریۃ۔قاہرہ۱۴۔۱۳۔۱۹۴۵ء۔

۶۸۔ ملاحظہ فرمائیں:الدراسات الاسلامیہ ص:۶ پیراگراف نمبر۲۔

۶۹۔ فتح الباری ۵۲۲۔ ۷۰۔ سابق مرجع ۲۵۰/۹۔

۷۱۔ الدراسات الاسلامیہ ص:۶(آخری پیراگراف)

۷۲۔ سابق مرجع ص:۷۔ ۷۳۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۵۱۔

۷۴۔ تدبر قرآن ۲۵۰/۵۔ ۷۵۔ سورۃ الاحزاب آیۃ:۵۲۔

۷۶۔ تدبر قرآن ۲۵۰/۵۔ ۷۷۔ معارف القرآن ۱۸۶/۷۔

۷۸۔ سابق مرجع ۱۸۷/۷۔ ۷۹۔ سابق مرجع ۱۸۸/۷۔

۸۰۔ تفسیر ابن کثیر۳/ ۴۸۱۔ ۸۱۔ معارف القرآن ۱۹۰/۷۔

۸۲۔ سابق مرجع ۱۹۱/۷۔

۸۳۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، ص:۸۴۲۔وتفسیر ابن کثیر۳/ ۴۸۱۔واحکام القرآن۔۳۲۰/۶۔ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی (متوفی ۳۷۰ھ) شریعہ اکیڈی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۹۹ء۔مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں: کان یستاذن اذا کان یوم المرأۃ منا بعد أن نزلت ھذہ الأیۃ (مرویات مسند احمد بن حنبل فی التفسیر۳/ ۴۱۹)

۸۴۔ سورۃ الاحزاب آیۃ :۵۲۔

۸۵۔ مرویات مسند أحمد بن حنبل فی التفسیر۳/ ۴۲۰۔ والدارمی۲/۱۵۴۔ والنسائی ۶/ ۵۶۔ والطبری ۲۲/ ۳۲ والحاکم ۲/ ۴۳۷ وقال الحاکم : حدیث صحیح علی شرط الشیخین والبیھقی ۷/ ۵۴۔ والمسند الدارمی ۶/ ۴۱، ۲۰۱، والسیوطی فی الدر المنثور ۶/ ۶۳۷۔

۸۶۔ احکام القرآن للجصاص ۶/ ۳۲۳۔ والجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۱۴/ ۲۱۹۔

مصادر ومراجع

قرآن مجید

۱۔احکام القرآن: أبوبکر محمد بن عبداللہ (۴۶۸۔۵۴۳ ھ) ت: علی محمد البجاوی، دارالمعرفۃ، بیروت۔

۲۔احکام القرآن: أبوبکر أحمد بن علی الحنفی الجصاص (۳۷۰ ھ) ترجمہ: عبدالقیوم ۔شریعہ اکیڈمی ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔۱۹۹۹ء۔

۳۔البدایۃ والنھایۃ: اسماعیل بن کثیر الدمشقی (م۷۷۴ھ) ت: د۔أحمد لحم ود۔علی نجیب عطوی دفواد عبدالباقی ومھدی ناصرالدین۔

دارالدیار للتراث، مصر۔۱۳۸۰ھ۔

۴۔تاریخ بغداد أو مدینۃ السلام: حافظ أبوأکر أحمد علی الخطیب البغدادی (۴۶۳ ھ) دارالکتب العلمیۃ۔ بیروت۔

۵۔تدبر قرآن: مولانا امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۸۹ء۔

۶۔تذکرۃ الحفاظ: ابوعبداللہ شمس الدین الذھبی۔مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ھند، ط: ۳، ۱۹۵۶ء۔

۷۔تفسیر القرآن العظیم: اسماعیل بن کثیر الدمشقی۔دارالمعرفہ۔ بیروت ۱۳۸۸ھ۔

۸۔تفسیر طبری (جامع البیان عن تأویل أی القرآن): أبوجعفر محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ) ۔ دارالمعرفۃ ۔ بیروت۔(جامع البیان

عن تأویل آی القرآن)
۹۔ تفہیم القرآن: سید ابوالاعلیٰ مودودی (۱۹۷۹ء) مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، مارچ ۱۹۹۱ء۔
۱۰۔ تھذیب الأسماء واللغات: ابوبکر محی الدین بن شرف نووی (۶۷۶ھ) دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔
۱۱۔ تھذیب التھذیب: حافظ احمد بن علی العسقلانی (۸۵۲ھ) مجلس دائرۃ النظامیۃ، حیدرآباد دکن، ھند۔ ط:۱۔ ۱۳۹۵ھ۔
۱۲۔ الجامع لأحکام القرآن: ابوعبداللہ محمد بن أحمد الأنصاری القرطبی (۶۷۱ھ) دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
۱۳۔ الحیاۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء: ابونعیم أحمد بن عبداللہ الاصفھانی (۴۳۰ھ) دار الفکر، بیروت۔
۱۴۔ خطبات بہاول پور: ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۲۰۰۲ھ) ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ط:۲۔ ۱۹۸۸ء۔
۱۵۔ الدر المنثور فی تفسیر بالماثور: منشورات مکتبہ آیۃ العظمی المرعشی النجفی۔ قم۔ ایران۔
۱۶۔ رحمۃ اللعالمین: قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری۔ مکتبہ خورشیدیہ، اردو بازار، لاہور۔
۱۷۔ سنن ابی داؤد: ابوداؤد سلیمان بن اشعث (۲۷۵ھ) شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی۔ مصر۔ ۱۳۵۱ھ۔
۱۸۔ سنن الکبریٰ للبیھقی: (۴۵۸ھ) نسخہ مصورۃ عن طبعہ حیدرآباد۔ ھند ۱۳۵۵ھ۔
۱۹۔ سنن الدارمی: (۲۵۵ھ) طبع لعنایۃ محمد أحمد دھمان۔ دار احیاء السنۃ النبویہ، مدینۃ المنورۃ المملکۃ العربیۃ السعودیہ۔
۲۰۔ سنن النسائی: أحمد بن شعیب (۲۱۴/۲۱۵ھ۔ ۳۰۰۲ھ)۔ دار الفکر، بیروت ۱۳۹۸ھ۔
۲۱۔ سیرۃ النبی ﷺ: علامہ شبلی نعمانی وسید سلیمان ندوی۔ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور۔
۲۲۔ شذرات الذھب فی اخبار من ذھب: ابو الفلاح عبدالحی ابن العماد الحنبلی (۱۰۸۹ھ) دار الآفاق الجدیدۃ۔ بیروت۔
۲۳۔ صحیح بخاری: (الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ علیہ وسلم وسنتہ وأیامہ) محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ) نور محمد کتب خانہ تجارت۔ کراچی۔ ط:۳۔ ۱۳۸۱ھ۔

۲۴۔ صحیح مسلم: ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری نیشاپوری (۲۰۶ھ۔۲۶۱ھ)۔نور محمد کتب خانہ تجارت۔ کراچی
:۲۔۱۳۸۰ھ۔

۲۵۔ صحیفہ ھمام بن منبہ: ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۲۰۰۲ھ) رشید اللہ یعقوب، کراچی :۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۶۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری: أحمد بن علی العسقلانی (۸۵۲ھ) دار المعرفۃ، بیروت ۱۳۹۸ھ۔

۲۷۔ الکامل فی التاریخ: عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی المعروف ابن الأثیر (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ)
دار احیاء التراث العربی۔ بیروت النبان۔ ط:۱۔۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۹ء۔

۲۸۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون: مصطفیٰ بن عبداللہ المشھور بحاجی خلیفہ۔ نور محمد اصح المطابع، کارخانہ
تجارت کتب، آرام باغ، کراچی۔

۲۹۔ مرویات مسند أحمد بن حنبل فی التفسیر: جمع وتخریج: أحمد أحمد البزرہ، محمد بن زرقہ بن الطرھونی، حکمت بشیر
یاسین مکتبہ المؤید، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ: ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء۔

۳۰۔ مستدرک الحاکم علی الصحیحین: أبوعبداللہ بن عبداللہ النیسابوری (۴۰۵ھ) دار لفکر،
بیروت۔۱۳۹۸ھ۔

۳۱۔ مسند الامام احمد بن حنبل: أحمد بن حنبل (۲۴۱ھ) ت: احمد شاکر، طبعہ المعارف، وطبعہ المکتب
الاسلامی۔ بیروت۔

۳۲۔ معارف القرآن: مفتی محمد شفیع (۱۹۷۶ء) دار الاشاعت، کراچی، ۱۴۰۱ھ۔

۳۳۔ معجم الأدباء: یاقوت الحموی۔ دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔ لبنان ۱۹۸۸ء۔

۳۴۔ معجم المؤلفین: عمر رضا کحالہ دار احیا التراث العربی، بیروت۔

۳۵۔ مفتاح السعادۃ ومصباح السادۃ فی موضوعات العلوم: طاش کبری زادہ۔ أحمد بن مصطفیٰ، دار الکتب العلمیۃ
۔ بیروت۔۱۴۰۵ھ۔

۳۶۔ النجوم الزاھرة فی ملوک مصر والقاھرة: جمال الدین أبی المحاسن یوسف بن تغروی بردی التا بکی ۸۱۳۔
۸۷۴ھ۔ مطابع کوستاتوماس، وشرکاہ، قاہرہ۔

۳۷۔ وفیات الاعیان وابناء انباء الزمان: ابوالعباس أحمد بن محمد بن أبی بکر بن خلکان (۶۰۸۔۶۸۱ھ) ت: د۔
احسان عباس۔ دار صادر،

بیروت۔ ۱۹۸۷ء۔

۳۸۔ ھدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین: اسماعیل باشا البغدادی، وکالۃ المعارف الجلیلہ ومطبعتھا
البھیۃ، استنبول، ترکی ۱۹۵۵ء۔

۳۹۔ مجلّہ: اسلامیہ علمیہ: الدراسات الاسلامیۃ۔ اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۸۹ء۔ محرم۔ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ۔ ۲۴/۴۔
ادارہ تحقیقاتِ اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔